ہے سب کو پہچانا پھر صاحب امر کو کیونکر نہ پہچانیگا۔

محبوب کا کلام

قرآن مجید محبوب کا کلام ہے۔ اس میں پیارے کی پیاری باتیں ہیں یہ چاہنے والوں کے لئے نامہ محبت ہے یہ روحانی غذا ہے۔ اسی میں سچائی ہے یہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اللہ سے محبت کرنے والے جب اسکو سنتے ہیں تو چیخ اٹھتے ہیں کہ

یہ تو پہچانی ہوئی آواز ہے

اسی لئے

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ

اور جب وہ اسکو سنتے ہیں جو رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا

جیسے کوئی اپنے محبوب کو پہچانتا ہے اسی طرح اسکی آواز کو بھی پہچانتا ہے بلکہ اسکی طرف اور دوسری چیزوں میں بھی ایک خاص بصیرت ہوتی ہے اسلئے اللہ والے اس کلام کو سنتے ہی محبت کے آنسو بہانے لگتے ہیں اور انکو کلام آج اور دیدار کل یاد آجاتا ہے۔

انسان فطرۃ پر پیدا کیا گیا ہے اور قرآن عین فطرت انسانی کا نام ہے اس لئے قرآن مقدس آلہ خود شناسی ہے پس جس نے قرآن کی معرفت حاصل کی اس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی اور جب اپنے نفس کی معرفت اسکو حاصل ہوئی تو سمجھنا چاہیئے کہ معرفت نفس محمد کا حصول ہوا کیونکہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کا مطلب یہی ہے اس کے بعد خدا کی معرفت کا درجہ ہے پس جس نے

قرآن کو نہیں جانا اپنے کو نہیں جانا اور جس نے اپنے کو نہیں جانا محمد صلعم کو معلوم نہیں کیا اور جو محمد شناس نہ ہوا وہ حق تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا

فلسفہ محبت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں ہر شخص اپنے ساتھ محبت کرتا ہے لہذا خدا کی محبت کے آخری نتائج بھی یہی ہیں۔

اللہ کی محبت ایمان کی نشانی ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں

اللہ کی محبت ایمان کی نشانی ہے وہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جس کو اللہ کی محبت نہ ہو جسے اللہ کی محبت ہوئی کیا وہ دونوں جہاں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھیگا

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند ٭ مشتاق رخ تو خانماں را چہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ٭ دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

دنیا میں کونسی قوم اللہ کو پیاری ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور اسکو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔

آیت شریف سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روئے زمین پر وہ قوم پیاری ہے جو اسکو پیار کرے اور اپنے کو باوجود ایمان والا کہنے کے اگر یہ بات نہ ہو تو اللہ کی غرض پوری نہ ہو گی۔

کتاب العشق قرآن مجید ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مادہ ہر شخص میں ودیعت ہے اور اس امانت الٰہی کو اس نے خوشی خوشی قبول کیا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ۔ کوئی شک نہیں کہ ہم نے اس امانت کو تمام آسمان و زمین اور پہاڑ کے سامنے پیش کیا مگر کسی نے اسکو قبول نہیں کیا بلکہ سب نے اس سے خوف اور انکار کیا مگر انسان نے اسکو سر پر لیا۔

اب اگر کوئی شخص خدا کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی محبت میں مبتلا پایا جاوے اور اسکی پرستش میں بے خود نظر آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ محبوب بالکل بھول گیا ہے یا ایسا ہے کہ جس محبت کو غالب ہونا چاہیئے تھا اسکو مغلوب کر چکا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کتاب العشق کو ہر نماز میں بلکہ روز و شب ہر گھڑی سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن مقدس کی صحیح تلاوت سے ہی خدا کی محبت ابھرے گی اور حسن حقیقی نظر آئیگا۔ صحف سماوی ہر زمانہ میں اس کا سبق دیتے رہے اور قرآن مجید ان سب کا مجموعہ ہے پس اس سے بڑھ کر بد قسمت

اور کون ہو سکتا ہے جو اسکو پڑھ کر یا پڑھوا کر ہمیشہ لطف اندوز نہ ہو۔

سب سے پہلے اپنے نفس کی خواہشات کو مٹا دینا ہے اور ظاہر و باطن کو حکومت الٰہی کے اندر لے آنا ہے پھر عبدیت الٰہی سے مالا مال ہونا ہے۔ ہر حرکت اور ہر سانس کو خدا کی عبادت سے سنوارنا ہے تا آنکہ جو کچھ سرزد ہو وہ معبود کی طرف سے ہو جائے اس کے ساتھ ہی محبت الٰہی کے مراتب ہیں جو سچی محکومیت اور سچی عبادت سے پیدا ہوتے ہیں اللہ کے احکام کی بجا آوری اور معبود حقیقی کی عبادت کو محبت کے پیرایہ میں ہونا چاہیئے۔ ہر عمل میں محبت اور معصومیت کا متلاشی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ محبت سے زیادہ کوئی مزیدار چیز نہیں اور حسن سے زیادہ کوئی پیاری شے نہیں۔

عداوتِ اغیار یا ہوسِ یار

خدا کی محبت بھی اسی طرح ہر عیب سے پاک ہے جس طرح وہ خود منزہ اور برتر ہے اللہ سے محبت کرنے والے سے انسان ہی نہیں حیوان تک محبت کرتے ہیں وحشی اور خونخوار جانور موانست کا اظہار کرتے ہیں۔ محب اپنے محبوب کی یاد میں ایسا کھو جاتا ہے کہ اسکو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی۔

تمھاری یاد سے فرصت کہاں جو غیر کو سوچے ۔ تصور اب تو اپنا بھی ہمیں شاق ہوتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ

محبوب حقیقی ہر آن نیا جلوہ دکھاتا ہے اور ہر لمحہ اور ہی لباس میں نظر آتا ہے

اگر رُسا عقے صد بار رخسارش بصد دیدہ ۔ ہمی بینی مشو قانع کہ رخسارے دگر دارد

اور اگر دیکھنے کے بعد کچھ کہتا ہے تو یہ کہتا ہے۔

چہ حسن است اینکہ گر ہر دم رخت را صد نظر بینم ہنوزم آرزو باشد کہ یکبار دگر بینم

حسن و عشق کی کرشمہ سازیوں کا ٹھکانہ نہیں یہ ہر در و دیوار سے پھوٹ پڑتا ہے

کبھی مصیبت سے گھبرا کر بھی خدا یاد آتا ہے اور انسان کو جو چیز انسان بناتی ہے وہ اس کا

دکھا ہوا دل ہوتا ہے۔

عاشقی را سہ نشان است اے پسر آہ سرد و روئے زرد و چشم تر

اللہ کی محبت ہر جگہ اور ہر شئے میں مستور ہے اللہ کی کتاب کو پڑھو کہ اس میں اسی چیز

کا بیان ہے اور اس جنس گرانمایہ کو آدم کی توبہ، نوح کی دعائے خالص، ایوب کے صبر

یعقوب کے اشک اور حضرت عیسیٰ کے وعظ میں تلاش کرو۔

ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

نکات دلبری کو کون بیان کر سکتا ہے جس طرح احدٌ کا تجزیہ ناممکن ہے

ٹھیک اسی طرح نکات دلبری بھی بیان میں نہیں آسکتے۔

بسیار عشوہ است کہ او را بیان نیست

اَللّٰہُ الصَّمَدُ

جس طرح خدا کی ذات بے نیاز ہے اسی طرح اس کا حسن بھی نیاز مند نہیں

اور اس کی نگاہ التفات کے لئے التجائیں کرنی چاہئیں کیونکہ اگر یہ پھر گئی تو پھر

کوئی چیز اسکو واپس لانے والی نہیں۔

یارب نگہ تو بر نہ گردد   کہ   برگشتن روزگار سہل است

یہاں ہر حال میں گریہ و التجا ہی زیبا ہے اور طلب کئے جانا ہی اصل مدعا ہے۔

مثل و مثال سے بری قید مثال میں بھی آ   جاہ و جلال کے خدا شان جمال میں بھی آ

خسرو بارگاہ ناز لطف نیاز بھی تو دیکھ   اے میرے شاہباز حسن عشق کے جال میں بھی آ

غم عشق اور غم روزگار | مرد غم عشق کھاتے ہیں اور نامردوں کا شیوہ غم روزگار ہے۔ اور انسان کے لئے ان دو میں سے کسی ایک کا شکار ہونا ضروری ہے اس لئے احتیاط شرط ہے اور امتیاز ضروری۔

غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

رَبِّ اَرِنِی | محبت کی ابتدا شاید اسی طرح ہوتی ہے کہ محبوب کو سرورِ محویت کے ساتھ دیکھا کیجئے اور ایکبار دیکھا ہے دوسرے بار دیکھنے کی ہوس ہر کی صدا لگایا کیجئے۔

سامنے بیٹھا رہے تو اور میں دیکھا کروں

کیونکہ محبت کی شعلہ زنی جب کسی دل میں شعلہ زن ہوتی ہے تو ماسوا محبوب کے سب کو پھونکدیتی ہے بلکہ خود عاشق بھی اس میں جلتا رہتا ہے فرق اتنا ہوتا ہے کہ جل نہیں چکتا کسی نہ کسی حال میں جلتا ہی رہتا ہے اسی لئے ہے۔

لکڑی جل کوئلہ بھئی اور کوئلہ جل بھئی راکھ   میں پاپن ایسی جلی نہ کوئلہ بھئی نہ راکھ

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ | اللہ تعالیٰ کو جیسا پہچاننا چاہیئے تھا آج تک کسی نے نہیں پہچانا اس لئے اسکی محبت کا حق بھی

آج تک کسی سے ادا نہ ہوا۔ ہم سے نہ حق ادا ہوا عشق کرشمہ ساز کا شکوہ کریں تو کیا کریں جانِ نیاز ناز کا

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پریت کی راگ کہانی معلوم

نہیں کب سے شروع ہوئی چرند و پرند یہاں تک کہ آسمان و زمین کی ہر جاندار و بے جان

چیز روز و شب اور ہر آن محبت کا گیت گانے میں مشغول ہے مگر ابتک ان گیتوں

میں سے ایک گیت بھی ختم نہ ہوا۔

نہ حسنش آخرے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

جس نے اس ساز کو چھیڑا ہے صرف وہی اسکے انجام سے واقف ہے حسن بھی

وہی ہے اور عشق بھی اسی کی طرف سے شروع ہوا ہے اور ہے بھی یہی کہ محبت محبوب

کی طرف سے شروع ہوتی ہے۔

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود چوں نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

اگر محبت کی کشش اور حسن کا تقاضا نہ ہوتا تو یہ زمین و آسمان اور یہ تمامی

کائنات اور ساری مخلوق ظہور پذیر نہ ہوتی لہذا محبت کا متلاشی ہونا چاہیئے اور

حسن کا دیوانہ بننا چاہیئے اس میں اپنا ہی فائدہ ہے اسی لئے حسن و عشق کا مقام ایک

ہی قرار پایا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تکمیل انسانیت اور ارتقا شخصیت کے لئے محبت کی ضرورت ہے

یہ دل یہ جان یہ دونوں جہاں کی دولت دو پھر بھی مفت ہے ملجائے جتنی قیمت سے

غرض یہ ہے کہ یہ سودا کرنے ہی کا ہے یہاں تو جان کھو کر قاتل کو خونبہا دینا ہے

زبان کٹنے پر خنجر کو مرحبا کہنا ہے۔ خدا کے سب سے بڑے محبوب اور محب فرماتے ہیں مجھے پسند ہے کہ میں تیری راہ میں مارا جاؤں اور پھر زندہ ہوں پھر مارا جاؤں اور پھر زندہ ہوں نہ پھر مارا جاؤں اور پھر زندہ ہوں کیوں نہ ہو کہ

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس لئے جان خواہم از خدا یکے بلکہ صد ہزار تا صد ہزار بار بمیرم برائے او

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی جو ینده یابنده مشہور ہے جسکی تلاش کرو گے ایکدن اسکو ضرور پاؤ گے اور اگر تم نے یا نیکی فکر نہیں کی تو یاد رہے

مَنْ کَانَ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی۔ رحم سے التجا کرو کہ رحم سے محبت پیدا ہوتی ہے اور ایسی التجا کرو جس پر معشوق کو رحم آجائے۔

یہ بھی سنو کہ عاشق کی بہار و خزاں معشوق کے ہاتھ میں ہے۔ در دست دیگر است بہار و خزانِ ما۔ جہاں اس کا پرتو جما ہے وہیں سدا بہار ہے اور جہاں یہ نہیں وہی خار خار ہے۔ اور پھر یہ بھی سنو کہ بہشت وہی ہے جہاں محبوب کا جلوہ میسر ہو اور جہاں اس کا جلوہ نہیں اسی کا نام دوزخ ہے۔

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے اس کے مرتبہ کو جانا ہے اور جسکو اسکی پہنائی کی ہوا لگی اور جو اسکی سمائی سے واقف ہوا اسکا تو اور ہی کچھ حال ہوتا ہے

تلاش جسکی تھی اسکا نہیں یہاں بھی پتا کوئی یہ کہیکے چلا آرہا ہے جنت سے

بے شک حسن کی دلکشی اور دلربائی ناظر کو اپنا فریفتہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی

اور جس کے حسن کی کوئی حد ہو نہ انتہا اسکے جلوہ کی تاثیر جیسی کچھ خارج از قیاس ہے محتاج بیان نہیں۔

کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن حکم ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ کا کلام سب سے بڑھ کر سچا ہے اس لئے اسکے ساتھ ہو جانا چاہیئے اور جو اسکے ساتھ ہو گیا وہ اس سچے کے ساتھ ہو گیا جس کا وہ کلام ہے اور جب اس کے ساتھ ہو گیا تو وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ملیگا اور دل میں اس کا مقام نظر آئیگا پھر طالب و مطلوب ایک ہو جائینگے کیونکہ طالب کے وجود کی ہستی نمک کے مانند ہے اور مطلوب وجود کی مثال پانی کی سی سمجھو اور یہ معلوم ہے کہ نمک پانی میں ملکر غائب ہو جاتا ہے اور اسکو بھی دیکھو کہ جو کچھ نمک کے انبار میں پڑتا ہے وہ سب نمک ہو جاتا ہے۔

چشمم بتو افتاد۔ وجودم ہمہ حک شد ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

کلمہ گو بہت ہیں مگر مسلمان تھوڑے

وَقَلِیْلٌ مِّنْهُمْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ

ذات مطلق تک کوئی نہیں پہونچا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس خدا تک پہونچنے کے واسطے محمد ہونا چاہیئے اور محمد ہونا محال ہے جب تک ان کے قدم بہ قدم قولاً فعلاً اور حالاً نہ چلا جائے۔

محمد کا قول قرآن ہے فعل نماز ہے اور محمد کا حال تخلقوا باخلاق اللہ سے ہے۔ اور یہ تو الفاظ ہیں جب تک اس صفت سے دیکھے نہ جانے اور نہ سنے جائیں

مسلمانی کی حقیقت سے مطلع ہونا ممکن نہیں ہے اسی سبب سے کہتے ہیں کہ کلمہ گو بہت ہیں مگر مسلمان تھوڑے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کاگا سب دھڑ کھائیو اور چن چن کھائیو ماس۔ دو نینا نہ کھائیو [illegible]

مصلح وہ آئیں یا نہ آئیں پر فنا ۔۔۔ آنکھیں کھلی رہینگی میری انتظار میں

عشق کے اقسام عشق کی ہزاروں قسمیں ہیں جن میں سے دو صوری اور معنوی بڑی قسم ہے عشق معنوی جاودانی ہے اور عشق صوری میں حق سے دوری اور مہجوری ہے چنانچہ مجنوں جو لیلی کے عشق میں مبتلا ہوا کل کے دن لیلی کو پائیگا نہ خدا کو چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ جب موت کی ہوا نے لیلی کے شمع جمال کو بجھا دیا تو مجنوں فراق کے اندھیرے میں پریشان ہوا اور اس نے کہا کہ یہ سب مصیبتیں میں نے خود اپنے اوپر لی ہے کہ ایسے کے ساتھ کیوں محبت کی کہ جب اسکو موت آگئی تو میں خجالت زدہ ہو گیا۔ یار تو وہ بہتر ہے جو سدا بہار رہو اور جو ہمیشہ کنار میں ہے۔

دل در دبند کہ او نمی میرد ۔۔۔ آنکہ میرد برو چہ دل بندی

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ معشوق کی جگہ جان کے اندر ہے اس رمز کو جو نہیں جانتا وہ زندہ بے جان ہے کیونکہ زندہ وہی ہے جسکے بغل میں معشوق ہے خدا کی محبت جس کو نصیب ہوئی وہ زندہ جاوید ہوا۔ اسی عارضی زندگی میں حقیقی زندگی کو تلاش کرنا چاہیئے یعنے خدا کی محبت کے حصول کے لئے جہاد کرنا چاہیے **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** ہر نفس موت کا مزہ چکھیگا لیکن خدا کی محبت میں

مرنے والا شہید ہوتا ہے اور شہید کی شان میں ہے کہ وہ مرتا نہیں بلکہ اس کو ایک خاص زندگی نصیب ہوتی ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور موت تو عاشق کیلیے کوئی خوفناک چیز نہیں بلکہ یہی تو ہے جو ایک پردے کی صورت میں درمیان میں حائل ہے لہذا اس کا اٹھ جانا ہی بہتر ہے اور اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ بھی کہا گیا ہے عاشق کو وہاں موت آتی ہے جہاں ملک الموت کا گزر نہیں ہوتا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں دہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

جو شخص چاہتا ہے کہ اسکو اللہ کی محبت حاصل ہو تو اسکو لازم ہے کہ اسکی محبت حاصل کرے۔ المرء مع من احب

لا تدرکہ الابصار قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیشتر حصہ ہے اور اس کے افعال کا بیان ہے یہی دو نقاب ہیں جو ذات کے چہرے پر پڑے ہوئے ہیں بغیر ان کے اسکی رویت یہاں ممکن نہیں۔ ذات کا نظارہ پردے ہی ہو سکتا ہے کہتے ہیں کہ ایک دن مجنوں کا باپ لیلیٰ کے باپ کے پاس گیا اور کہا بھائی ہمارے اور تمھارے درمیان یگانگت ہے پھر مجنوں کے ساتھ لیلیٰ کی شادی کیوں نہیں کر دیتے ہو۔ لیلیٰ کے باپ نے کہا میں مجنوں کو چاہتا ہوں لیکن چوں کہ اس کا شوق بہت بڑھا ہوا ہے اس واسطے اس کے ساتھ شادی نہیں کرتا

اگر تم کو یقین نہیں ہے تو امتحان کرلو یہ کہکر لیلیٰ کے باپ نے لیلیٰ کو بلایا لیلیٰ باہر آنا چاہتی تھی کہ اس کا دامن ہوا سے اڑا۔ مجنوں دامن کو دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اور زمین پر گر پڑا۔ اس وقت لیلیٰ کے باپ نے کہا من لم یصبر علی ذیل لیلیٰ فکیف یصبر علی رویتھا۔

من شمع جاں گدازم تو صبح دلکشائی ۔ سوزت گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دور آں چنانکہ گفتم ۔ نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

اللہ کی محبت کا یہ مقام بھی عجیب مقام ہے۔

گر ننگرم فاسق شوم ورنہ نگرم عاشق شوم ۔ تا ہا دریں اندیشہ ام من بنگرم یا ننگرم
گر ننگرم جاں میرود در جاں رہ دچون بنگرم ۔ حیرانم اندر کار خود من بنگرم یا ننگرم

با وجود اس کے عشق ہی اصل مقصود ہے کیونکہ بغیر اسکے توحید پرستی کا مزا نہیں۔

ما در رہ توحید خدا ہیچ نہ دانیم ۔ جز عشق نہ دانیم بجز عشق نخوانیم

جس نے محبت الٰہی کا مزہ چکھا اسکے لئے سارے مزے تلخ ہو گئے۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم ۔ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

با وجودیکہ محبت کے مزے کے سامنے سارے مزے تلخ اور پھیکے ہوتے ہیں لیکن اس کا حصول آسان نہیں۔ بوالہوس پیشہ کا یہاں قدم نہیں جمتا۔

بوالہوس پاؤں ذرا دیکھ کے رکھنا ہاں جا ۔ کوچۂ عشق ہے یہ رہگزر عام نہیں

اگر محبت سہل ہوتی تو لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا ارشاد نہ ہوتا لہٰذا جن میں محبت کی ہمت نہیں ہوتی انہیں کے لیئے ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ مگر اس بد قسمت کو کیا کہا جائے جو محبت الٰہی کے قید و بند میں جکڑا جانے کی خواہش نہ کرے۔

ہر بندہ کہ آزاد شود شاد شود — من شاد از انم کہ شدم بندۂ تو

اللہ کی محبت بجائے خود سب کچھ ہے۔ یہاں قرب بعد اور وصل و ہجر یکساں ہے۔

مست را مسجد و کنشت یکیست — سایہ را دوزخ و بہشت یکیست

بلکہ موت و زیست سونے اور جاگنے میں بھی فرق نہیں۔

سویا تو تیری یاد تھی اٹھا تو تیرا نام ہے — اپنا ہی سجدہ ہے اپنا ہی قیام ہے

وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

محب محبوب کو یاد کرتے کرتے خود لوگوں کی نگاہ میں محبوب ہو جاتا ہے۔ محبت محب کو محبوب میں ضم کر دیتی ہے۔ کمال محبت بعد اور دوری و مہجوری ناممکن ہے یہ حالت وہ ہوتی ہے کہ پھر دوئی کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا۔

ہر جا کہ دیدہ ایم یکے را دو کرد تیغ — شمشیر عشق بین کہ دو کس را یکے کند

وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی معبود اور محبوب سوا خدا کے نہیں اور اسکی ذات مرجع محبت ہے اور سارے حسن و جمال اور جمیع اوصاف کا وہی منبع اور مرکز ہے تو

پھر دوسرے کی عبادت اور دوسرے کی محبت کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ اس لئے لگاؤ تو بس دل اسی سے لگاؤ وہی ذات ہے دل لگانے کے قابل

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۤؤُكُمْ وَاَبْنَاۤؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

تو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو کماتے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور حویلیاں جو پسند کر لیتے ہو تم کو عزیز تر ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم۔

آیت شریف کی تفسیر میں احادیث ہیں ابو رزین عقیلیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کا تیرے نزدیک ان کے سوا جتنی چیزیں ہیں ان سب سے زیادہ محبوب ہونا ہے لا یومن احدکم حتی یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما۔ تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ اللہ اور اس کا رسول اسکے نزدیک ان کے ماسوا سے محبوب تر نہ ہوں۔

دوسری حدیث ہے لا یومن العبد حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین۔ بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک کہ

میں اس کے نزدیک اس کے گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب
نہ ہوں۔ رسول کی محبت کی تاکید اس لئے ہے کہ اللہ آپ سے محبت رکھتا ہے
چنانچہ ارشاد ہے احبونی لحب اللہ مجھ سے اس لئے محبت کرو کہ خدا تعالے
مجھ سے محبت رکھتا ہے۔

درحقیقت محبت ہی اصل مقصود ہے اسکے شرف و مرتبہ کی انتہا نہیں سلوک
اور عرفان کے جتنے مقامات ہیں ان میں یہ سب سے بلند تر ہے۔ ساری خوبیاں
اور ساری عبادتیں اسی کے حصول کے لئے ہیں بلکہ محبت کے بعد جو طاعت
عمل میں آئے وہی طاعت و عبادت شمار کے لائق ہے۔ محبت ایمان کیلئے
مسلمان ہونے کے لئے اور انسان بننے کے لئے شرط ہے پھر جس طرح ایمان کے مدارج
ہیں اسی طرح محبت کے بھی مدارج ہیں۔

اگر کوئی طلب کرنے کی چیز ہے اگر کسی چیز کے لئے جد وجہد جائز ہے اور اگر کسی چیز
کے لئے مضطر و بیقرار ہونا چاہئیے اور اگر کوئی چیز ایسی ہے جس کی اللہ تعالے سے
التجا کرنی چاہئیے اور دعا مانگنی چاہئیے تو وہ اللہ کی محبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی دعا میں ارشاد فرماتے تھے اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک
وحب ما یقربنی الی حبک واجعل حبک احب الی من الماء البارد۔
الٰہی تو مجھ کو اپنی محبت نصیب کر اور جو کوئی تجھ سے محبت رکھے اسکی محبت اور جو عمل
مجھ کو تجھ سے قریب کر دے اسکی محبت اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے

پانی سے بھی زیادہ محبوب کر۔

اوپر کی آیت شریف میں دنیا کی جن چیزوں کو اللہ کی محبت پر قربان کردینے کا حکم ہے عشاق کے سامنے انکی پرکس کے برابر بھی وقعت نہیں محبت کا مزہ چکھنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں مبتلا نہیں ہو سکتا اور کوئی چیز اسکو اللہ کی محبت سے روک نہیں سکتی۔

اللہ سے محبت کرنے والے ہی اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو شخص محبت الہٰی کا دعوی کرتا ہے پہلے اس نے خدا کو پہچان لیا ہے ورنہ بغیر پہچانے سچا محبت کیونکر ہو سکتی ہے محبت کا تو یہ تقاضا ہے کہ محبت کرنیوالے کی روح محبوب کے نزدیک ہوتی ہے چاہے جسم کہیں بھی ہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ۔

الحمد للہ | سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں یعنے محبت کے جس قدر اقسام ہو سکتے ہیں سب اللہ ہی کے لئے ہیں آسمان زمین کی ہر چیز مخلوق ہے اور ان سب کا خالق اللہ بزرگ و برتر ہے تو مخلوق کے اندر جو حسن اور جو خوبی نظر آتی ہے دراصل اس کا سرچشمہ خالق ہے اسی لئے عارف کی نظر کہیں بھی نہیں اٹکتی عارف باللہ براہ راست اللہ سے ہی محبت کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کوئی کسی سے محبت کرتا کیوں ہے اور کسی کا ہو کیوں رہتا ہے تو اس کے اندر یہ بات ہے کہ وہ جس چیز کے اندر کوئی حسن و خوبی یا وجہ محبت دیکھتا ہے اسی لئے اس سے محبت کرتا اور اسکے حصول کی فکر میں مبتلا ہوجاتا ہے عورتیں زیورات اور لباس وغیرہ سے محبت کرتی ہیں یا مرد مالدار بننے اور شان و شوکت وغیرہ کے اسباب فراہم کرنے سے الفت رکھتا ہے تاجر تجارت میں غرق ہے کسان زراعت کے لئے مٹا جاتا ہے ملازم پیشہ

دین وایمان سب کچھ بیچکر جائز وناجائز طور پر روپیے حاصل کر رہا ہے۔ پیشہ ور اپنے پیشہ کے فروغ کی فکر میں فنا ہوجاتا ہے الغرض جس طرف دیکھو ہر شخص کسی غیر اللہ کی پرستش میں لگا ہوا ہے اور اسی کا بنا ہوا ہے حالانکہ یہ سب چیزیں اس کے لئے تھیں اور وہ صرف اللہ کیلئے تھا۔

یہ بھی غور کرنیکی بات ہے کہ عیسائی مسیح پرست کیوں ہوئے یہود عزیرؑ کے بندے کیوں بن گئے۔ پارسیوں نے آگ کو مظہر کیوں جانا آفتاب پرست نے آفتاب کی پرستش کیوں کی اور ہنود نے پتھر کے مجسمے کے سامنے سر کیوں جھکایا گائے کو گئو ماتا کیوں کہا۔ گنگا، جمنا مائی ہے گائے کے گوبر اور پیشاب کو پوتر کیوں جانا ان سب کی تہ میں ایک ہی چیز ہے جس کا ہاتھ یعنے انکو ان کے اندر کوئی وجہ پرستش نظر آئی اس لئے انھوں نے انکو اپنا معبود ٹھہرالیا۔

قرآن مجید میں انسان کے متعلق لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ۔ ہم نے انسان کو بہتر سانچہ میں ڈھالا پھر ہم نے اسکو سب سے نیچے درجہ میں گرا دیا مطلب یہ ہے کہ یا تو یہ مسجود ملائکہ ہے اور نہیں تو پھر جانوروں سے بھی بدتر کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ اس کا سبب اسکے سوا اور کچھ بھی نہیں کہ یہ ان چیزوں میں پھنسکر اپنے کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے جو اس سے کم درجہ کی ہیں گویا اس فعل سے اس نے ان چیزوں کو اپنے سے اعلیٰ سمجھا جب ہی تو ان سے دل لگایا اور ان کا ہوگیا۔

انسان اپنی اس کوتاہ نظری اور غفلت شعاری کا ہمیشہ شکار رہا کیا۔ اس لئے پیغمبر تشریف فرما ہوا کئے اور صحف سماوی کا نزول ہوا تاکہ اسکے دل کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھے اور یہ اپنے بیدار کرنے والے اللہ کو پہچانے اور اس سے دل لگائے۔

خالص توحید اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے میں جمیع حسن و خوبی کو ملاحظہ کرے۔ اور اسی کی محبت کا دن رات گیت گائے غرض یہ ہے کہ کائنات کی جس چیز کو دیکھے خدا یاد آئے بلکہ اس وقت تک آنکھ نہ دیکھے جب تک ان کے پیدا کرنے والے کو نہ دیکھ لے ایک مسلمان جس وقت الحمد للہ کہتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ اب سوا خدا کے کسی کی ستائش نہیں کر سکتا اور کوئی چیز اسکو خدا کی محبت سے باز نہیں رکھ سکتی۔

محبت کے وہ کون سے اسباب ہیں جو ذات باری میں نہیں ہیں انسان پر احسان بھی جس قدر اللہ تعالیٰ کا ہے کسی اور کا نہیں ماں باپ ہوں یا اور کوئی سب ہی محتاج اور خود ہی اللہ تعالےٰ کے احسانمند ہوتے ہیں اس لئے حقیقتاً سب سے زیادہ احسان انسان پر اللہ کا ہی ہے وہ احسان کر چکا کر رہا ہے اور کرتا رہیگا۔ پس جب انسان اپنے محسن سے محبت کرنیکا خوگر ہے تو اللہ جو محسن حقیقی ہے اس سے محبت کرنی چاہیئے اور چونکہ خدا کا احسان بے انتہا ہے اور کبھی ختم ہونیوالا نہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اسکی نعمت کی شان میں ہے اس لئے محب کی محبت میں کمی کا سوال بھی پیدا نہیں ہو سکتا اور محبت حقیقی کی یہ تعریف ہے کہ محبوب کی ذات کے سبب سے اسکی محبت کیجائے کوئی دوسرا فائدہ اس سے متصوّر نہ ہو بلکہ محبوب کی ذات ہی عین فائدہ ہو پھر یہ صفت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کس میں ہے جس سے محبت کیجائے لہٰذا ایسی محبت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے نہیں کیجا سکتی۔

الحمد للہ میں لفظ اللہ اسم ذات ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کامل حسن اور ہر طرح کی خوبیوں والا ہے لیکن حقیقی محبت کرنے والا اس غرض سے محبت نہیں کرتا بلکہ مقصود اللہ کی ذات

ہوتی ہے اور اگر خوبیوں اور حسن و جمال کی وجہ سے محبت ہو تو یہ نقص ہے اس لئے کہ محبت اللہ سے نہ ہوئی بلکہ حسن و وصف کی لذت کی محبت ہوئی۔

قرآن مجید میں کثرت سے ایسی آیات ہیں جن میں مناظر قدرت اور آسمان و زمین کی چیزوں میں غور و فکر کا حکم ہے اور بار بار ان کی طرف انگشت نمائی کر کے تشویق دی ہے اس لئے عارف کامل کائنات کی ہر چیز اور ہر ذرّے میں ایک حسن دیکھتا ہے اور اس سے اس معنی کر کے محبت کرتا ہے کہ اس کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کا ہی جمال کار فرما ہے۔

خیالات پستی اور محسوسات پستی کے تعلق ہی سے لوگ قید ہوتے ہیں جو ظاہر پرست دنی الطبع اور کم ہمت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مثل و مثال سے بری اور وہم و خیال اور عقل و علم ادراک و دریافت وغیرہ کی دسترس سے بہت پرے ہے تو غیر محسوس کا حسن بھی غیر محسوس ہی ہوگا۔ اور غیر محسوس سے محبت نور بصیرت والوں کو ہی ہوگی کیونکہ باطن بصیرت سے ہی باطنی حسن نظر آیا کرتا ہے۔

اللہ کی محبت کے لئے دل کی آنکھ درکار ہے ورنہ ظاہر کی آنکھ تو بچوں اور بہائم کو بھی ملی ہوئی ہے جن سے وہ ظاہر کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ دل کی آنکھ والے غیر تو کیا اپنی ذات سے محبت کرنے والے بھی نہیں ہو سکتے یہ تو دیکھتے ہیں کہ محبت کے لائق وہ ہے جس سے ان کا وجود قائم ہے۔ یہی سبب تو ہے کہ سارے جسم میں دل کو ایک خانہ [illegible] حسن۔

اللہ اللہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی کیا چیز ہے اس لئے عارف کی آنکھ میں کوئی حسن خدا کے حسن کے سوا نہیں سماتا اس لئے [illegible] کے مقابلہ میں اسکو کوئی چیز نظر نہیں

عارف باللہ کی یہی پہچان ہے کہ وہ دنیا کی کسی لذت سے اپنے دلکو آشنا نہ کریگا۔ آفتاب کے ہوتے اگرچہ کسی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اللہ کی محبت کی لذت کے باوجود

لذّات دنیا کی بھی اتنیاز کے لئے ضرورت تھی۔

رخِ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں — اودھر جاتا ہے یا دیکھیں ادھر پروانہ آتا ہے

مَا جَعَلَ اللّٰہُ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ | ع۔ سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کی محبت اس وقت تک دل میں جاگزین نہیں ہوتی

جبتک کائنات کی ہر محبت سے دل خالی نہ ہو جائے اسی طرح مسلمان مسلمان نہیں تاوقتیکہ

اسلام میں پوری طرح داخل نہ ہو جائے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ

کَافَّةً کا یہی مطلب ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کا یہی مفہوم ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ | تاریکی میں کچھ بھی نظر نہیں آتا حالانکہ

اشیا پاس ہی موجود ہوتی ہیں لیکن ایک چراغ روشن کر لیا جائے تو سب چیز نظر آجاتی ہے

آفتاب کی غیر موجودگی میں دنیا تاریک ہوتی ہے لیکن طلوع ہوتے ہی ہر شئے صاف دکھلائی

دینے لگتی ہے مگر ایک شخص کو آنکھ کی روشنی میسر نہ ہو تو باوجودیکہ آفتاب ہے مگر اسکے

لئے بیکار ہے ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ اگر اللہ کا نور نہ ہوتا تو نہ آنکھ میں روشنی ہوتی

اور نہ آفتاب روشن ہوتا اور نہ کوئی شئے عالم وجود میں آتی۔ حیرت ہے کہ جو سب سے

زیادہ موجود ہے دنیا اسی کو غیر موجود سمجھتی ہے اور جو سب سے زیادہ حاضر ہے اسی کو

لوگ غائب تصوّر کرتے ہیں شاید سبب اس کا یہ ہے کہ اللہ کا نور اس قدر غالب ہے کہ

باوجود سب سے زیادہ ظاہر ہونے کے بلکہ سب کچھ وہی ہونے کے آنکھ کی روشنی کی کمی اور عقل کی کمزوری کی وجہ سے معرفت میں بعید تر معلوم ہوتا ہے۔ آہ! کہ خدا ہم سے دور نہیں بلکہ ہم خدا سے دور ہیں۔
افسوس ہے کہ موجود کو تلاش کرتے ہیں حالانکہ پرستش کرنی چاہیئے۔

بے شک اللہ کی محبت کا دعویٰ چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن اس کے سوا چارہ بھی نہیں کیا کیونکہ مقصود تو یہی ہے ہاں بے دلی کے الفاظ اور لغو دعوی کسی حال میں بھی مناسب نہیں بلکہ محبت کا ایک درجہ یہ ہے کہ محب محبوب کی یاد میں گھلا جاتا جل جاتا اور فنا ہو جاتا ہے مگر اسکو ظاہر نہیں ہونے دیتا نہ تو وہ محبوب کا نام لیتا ہے اور نہ پکارتا ہے اس لئے کہ پکارنا تو پردے کی آڑ سے ہوا کرتا ہے ہمنشیں کو کوئی بھی پکارتا نہیں اس لئے کہ یہ تو دوری اور دوئی کی نشانی ہے۔

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز　　کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی	رویت الٰہی کا بیج دنیا میں بویا جاتا ہے اور دل میں بویا جاتا ہے اور آخرت میں یہ شجر بار دار ہوگا۔ حدیث شریف میں

ہے اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ اس کا مزہ جو کچھ بھی ہو ہو لیکن ایک یہ بھی ہے کہ خدا کا دیدار ہوگا اور اس کا مزا کبھی ختم نہ ہوگا لا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین بے شک وہاں کیا ہوگا یہ کسی کو معلوم لیکن آیت شریف کا مطلب تو صاف ہے کہ اللہ کے جلووں کی یہاں بھی کمی نہیں ہے اور در حقیقت اسکے سوا اور ہے بھی کیا۔

دو عالم میں ہے جلوہ گر تیرا جلوہ　　ادھر تیرا جلوہ ادھر تیرا جلوہ

دکھائے ہیں حسن قمر تیرا جلوہ   برستا ہے شام و سحر تیرا جلوہ

بہرحال اللہ تعالیٰ کی معرفت دنیا میں ہی ہونی چاہیئے اور محبت کی تخم ریزی یہیں کرنی چاہیئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت بقدر معرفت ہوتی ہے یہی محبت ہے جو بڑھ کر عشق کے درجہ تک پہونچ جاتی ہے۔

شریعت شریعت کے سمجھنے میں غلطی نہیں کرنی چاہیئے۔ شریعت کے احکام اللہ کے احکام اور اسکی تشریح ہیں انسان اسکے جاننے اور عمل کرنے کے لئے مکلف کیا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتا۔ اسلئے شریعت اور حب شریعت کے احکام ایک ایک کرکے ماننا اور انکے سامنے سر تسلیم خم کرنا اللہ سے محبت کرنیوالوں کی شان ہے۔

قرآن مجید قرآن مجید کی محبت اور اسکی تلاوت پر مواظبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے لازمی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اسکا کلام اسکو ازحد بھاتا ہے اور اسکا ذکر بہت کرتا اور بہت سنتا ہے محب کو محبوب کی ہر ادا ہر حرف ہر لفظ اور ہر بات پیاری اور بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ کا دوست بھی جو ہوگا وہ اللہ کی دوستی کی باتیں بیان کریگا۔ کلام اللہ شریف بھی کیا نعمت ہے کہ جسکی تلاوت سے بھلائی ہے اس میں بار بار اللہ کا ذکر اور اللہ کا نام آتا ہے جس سے دل بے چین ہو جاتا ہے ع

اللہ اللہ کس قدر پیارا ہے نام اللہ کا   ہائے ہائے کیا رسیلا ہے کلام اللہ کا

جسکو اللہ سے محبت ہوگی اسکی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کے سوا سب کچھ بھول جائیگا۔

زانہا کہ خواندہ ام ہمہ از یاد ما برفت   الا حدیث دوست کہ تکرار می کنم

محب کی غذا محب کی غذائے اصلی تو دیدار الٰہی ہے لیکن کلام الٰہی بھی غذائے روحانی ہے اسکے معنی میں سب کچھ نظر آتا ہے اور اسکی تلاوت میں عجیب لذت ملتی ہے۔ روایت ہے کہ

مصر کے لوگ مسلسل چار ماہ تک اس طرح رہے کہ انکی غذا بجز حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کے اور کچھ نہ تھی جب بھوک لگتی آپ کی صورت دیکھ لیتے لذت جمال یوسفی بھوک کی تکلیف اُن کو محسوس ہونے دیتی غور کریں کیا مقام ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ کی رویت نصیب ہو گی اس کا حال کیا ہوگا۔

فنا فی المحبت اور راضی برضا ہونا | حقیقت میں عاشق کی آنکھ سے معشوق کے سوا سب کچھ چھپ جاتا ہے بلکہ فنا ہو جاتا ہے اور صرف محبوب ہی محبوب باقی رہجاتا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کا یہی مطلب ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی مرضیات بند ہیں تو جس کسی کو اللہ کی نسبت میں فنا ہونا ہے اس کا پہلا درجہ اسکے فرمان مقدس کے مطابق اپنے ظاہر و باطن کو سنوارنا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آسمان سے نازل ہوتا ہے تو زمین والوں سے یہ بات اسکو محبوب ہوتی ہے کہ اسکے حکم پر راضی برضا ہوں۔

اللہ کا رنگ | صِبْغَةَ اللّٰهِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کونسا رنگ اچھا ہو سکتا ہے آسمان زمین کی رنگا رنگی اور خلا و ملا کی بو قلمونی جسکو دیکھ کر عقل حیران ہے جس ذات کا پرتو ہے وہ خود کیا ہو گی۔

پھولوں میں کس کا رنگ ہے پھولوں میں کس کی باس ہے
پھولا چمن میں کس کا لیے ترا ہوا لباس ہے

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ | بے شک اللہ تعالیٰ انسان پر بہت ہی مہربان ہے محبت کا آغاز پہلے محبوب کی طرف سے ہوتا ہے۔

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

جو لوگ محبت کیے جانے کے لائق ہوتے ہیں ان میں ایک وہ ہوتا ہے جو مہربانی کرتا ہے

اوران سے بھی جو پاک رہنے والے ہیں یہ رجوع ہونا ماسوی اللہ کی محبت سے توبہ کرنا اور رغبت حاصل کرنی ہے اور یہ پاکی اللہ کی محبت کے پانی سے حاصل کیجاتی ہے۔

اللہ کی دوستی

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ

اے ایمان والو خرچ کرلو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اسکے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی اور نہ کوئی سفارش ہوگی۔ عشق بستاں جو نشستن بفروش ہو کا زیں خوبتر تجارت نیست

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے یعنی انکا دل ہر چیز کی محبت سے خالی ہوگیا تھا اور اس میں صرف اللہ کی محبت کی سمائی ہوسکتی تھی آپ کو خلعت کا لباس خاص اسی لئے پہنایا گیا کہ آپ نے اللہ کو اپنا دوست بنالیا اور آپکو سلم کا خطاب بھی اسی وقت عنایت ہوا جب آپ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں ذبح کرنیکو طیار ہوگئے یعنی اللہ کی محبت کے سامنے بیٹے کی محبت بھی آپ کے دل میں باقی نہ رہی جب نوبت یہانتک پہونچی تو پھر وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ بے شک اللہ عدل کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے

اور عدل یہی ہے کہ انسان اللہ کی محبت کرے کیونکہ وہ اس لائق ہے کہ اس سے محبت کیجائے۔

اللہ سے محبت کرنیوالی قوم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ۔

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی...

پیارے کی پیاری باتیں

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ

اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ انکی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔

جیسے کوئی اپنے محبوب کو پہچانتا ہے اسی طرح اسکی آواز کو بھی پہچانتا ہے بلکہ اسکی عادات اور دوسری چیزوں میں بھی ایک خاص بصیرت ہوتی ہے پھر اللہ سے محبت کرنے والے اسکے کلام کو کیوں نہ پہچانیں اور اسکی تلاوت کے وقت کیوں نہ محبت کیا آنسو بہائیں۔

شِرکت فی المحبت حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن مشہور عالم اور زبان زد خلائق ہے اور قرآن مجید میں اتنا لمبا مفصل قصہ آپ کے سوا دوسرے کا نہیں جسکو احسن قصص فرمایا ہے اسمیں اللہ سے محبت کرنیوالوں کیلئے ایک عجیب لطیفہ ہوتا ہے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو پیغمبر زادگی پیغمبری حسن اور بادشاہت سے سرفرازی حاصل ہوئی اور ایک عالم آپکا شیفتہ ہوا لیکن دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ آپ خود کس کے شیفتہ و فریفتہ رہے اور چھیڑ حضرت زلیخا جو سب سے زیادہ آپکی محبت میں گرفتار تھیں انکو بھی خدا کی محبت میں گرفتار کرکے چھوڑا آپ کو اس راہ میں قید و بند بھی نصیب ہوئی لیکن وہاں بھی شرکت فی المحبت سے لوگوں کو باز رکھا۔

همہ شہر پر ز خوباں صنم و خیال ماہے   چہ کنم کہ چشم بدبین نکند بکسے نگاہے

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ اور میں نے تمھارے اوپر سے ایک اثر محبت ڈالدیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملات الٰہی عجیب ہیں گفتگو آپ سے ہوئی تجلی آپ پر فرمائی گئی اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون کو آپکے ہاتھ سے

غرق دیلئے سیل کیا گیا آپ میں خود یہ مادہ ودیعت کیا گیا تھا کہ جو دیکھتا آپ سے محبت کرتا مگر دیکھو آپکا خود کیا والہانہ انداز ہے۔

محبت کے راگ

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ اور ہم نے داود کے تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی۔

حضرت داود علیہ السلام کی شان میں ہے کہ خدا کی طرف بہت رجوع ہونیوالے تھے پہاڑوں کو حکم تھا کہ ان کے ساتھ شریک ہو صبح و شام خدا کی پاکی کا گیت گایا کریں اور اسی طرح پرندوں کو بھی جو کہ انکی تسبیح کے وقت ان کے پاس جمع ہو جایا کرتے تھے آپ کو وہ سوز و گداز حاصل تھا کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں موم بنجاتا تھا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

لوگوں نے اللہ کی وہ عظمت نہیں کی جسکے وہ لائق تھا۔

یہ آیت اللہ سے محبت کرنے والوں کے لئے نہایت گراں ہے اسی لئے ہے یا حسرتا للعباد۔

حدیث عشق

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا

کہدیجئے اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر کا پانی روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیگا اگرچہ اس سمندر کے مثل ایک دوسرا

کلمات عشق کا بیان اور حدیث عشق کی تشریح ناممکن ہے کیونکہ عشق بیخبری کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ بیخبری کی کونسی خبر دیجا سکتی ہے۔

قلم بشکن ورق سوز و سیاہی بر زمین درکش حمید ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

یہ بھی کہا ہے۔ عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم میں بیک وقت اسی قدر مدارج جمع تھے کہ اس قسم کے شاید کسی انسان میں جمع نہ ہوئے ہونگے پھر آپکا کربلا کے میدان میں اسطرح بے یار و مددگار شہید ہونا اور راہ خدا میں سر کٹانا بھی عجیب ہے مگر